صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 03 (July-September 2026)

عہدِ خلافت میں صنفی کردار اور سماجی ارتقاء: خواتین کے قانونی، معاشی اور علمی اختیارات کا تاریخی، تجزیاتی و تقابلی مطالعہ

Gender Roles and Social Development During the Caliphate: A Historical, Analytical, and Comparative Study of Women's Legal, Economic, and Intellectual Rights

Dr. Sabah Naz
Assistant Professor, NUML University, Islamabad sabah.naz@numl.edu.pk

Abstract:
The gender roles of women and their social impact during the Caliphate period reflect a complex and diverse reality. Islamic law granted women the rights to property ownership, inheritance, and consent to marriage, which were progressive reforms compared to pre-Islamic Arab society, but the implementation of these rights in practice was limited by social, economic, and class factors. Women's experiential situation was influenced not only by gender but also by the intersections of class, legal status, ethnic background, and geographic location, which led to differences in social and economic opportunities.

During this period, women played important roles in the intellectual, religious, and cultural spheres, including the teaching and transmission of hadith, teaching in religious circles, and participating in literary and artistic endeavors. Elite women established their autonomy and influence through educational and economic activities, while opportunities for lower-class and slave women were limited and diverse. Women also had an impact on community and political participation through informal consultative roles, religious leadership, and institutional patronage, although they were largely excluded from formal political and governmental power.

Analytical and comparative studies show that the nature of women's roles in the Caliphate was not only tied to the local Islamic context, but also has similarities and differences with other civilizations. In the Byzantine and Mediterranean contexts, women were given limited political and social roles, but elite women held informal influence, which was similar to the activities of women in the Caliphate. In South and East Asian societies, gender boundaries and religious and cultural norms also shaped women's roles, but in some areas, women had more practical or religious authority, depending on religious and cultural permissiveness. These comparative aspects make it clear that women's participation and influence in the Caliphate were not only influenced by historical and geographical factors, but also by Islamic legal and social structures, and women were not just subordinates to patriarchal structures, but also participated in social, intellectual, economic and cultural development as active agents.

Keywords: Gender roles, Caliphate period, Islamic law, women's rights, social development, Abbasid era, economic participation, education

1۔ موضوع کا تعارف:

خلافت کا دور، جو ساتویں سے تیرہویں صدی عیسوی تک پھیلا ہوا ہے، اسلامی تہذیب کا وہ تشکیل پذیر عہد ہے جس میں سماجی ڈھانچوں، قانونی نظاموں اور ثقافتی اداروں میں گہرے تغیرات رونما ہوئے۔ اسی تاریخی پس منظر میں صنفی کردار ایک اہم عنصر کے طور پر سامنے آئے، جنہوں نے خاندانی ڈھانچے سے لے کر معاشی سرگرمیوں اور علمی و فکری زندگی تک ہر شعبے کو متاثر کیا۔ ان صنفی جہتوں کو سمجھنا اس پورے دور میں اسلامی معاشروں کی ترقیاتی سمت کو جاننے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

خلافت کے زمانے میں صنفی کرداروں کا موضوع علمی سطح پر وسیع بحث کا باعث بنا، خصوصاً اس حوالے سے کہ اسلامی قانونی احکام اور عملی سماجی رویّوں کے درمیان کیا نوعیت کا تعلق تھا۔ اگرچہ اسلامی قانون نے خواتین کو وراثت، جائیداد کی ملکیت اور نکاح میں معاہداتی حقوق جیسے واضح اختیارات دیے، لیکن ان حقوق کا عملی نفاذ خطوں، سماجی طبقات اور ادوار کے اعتبار سے خاصا مختلف رہا۔ قانونی اصولوں اور عملی زندگی کے درمیان یہ فرق اس بات کی ضرورت پیدا کرتا ہے کہ اس موضوع کا باریک بینی سے مطالعہ کیا جائے، جس میں زمانی، جغرافیائی اور معاشی و سماجی عوامل کو متوازن انداز میں پیشِ نظر رکھا جائے۔

عصرِ حاضر کی تحقیق اس حقیقت کو زیادہ شدت سے اجاگر کر رہی ہے کہ اسلامی تاریخ میں خواتین کی حیثیت کو یک رُخی طور پر بیان کرنا حقیقت کے مطابق نہیں۔ حالیہ مطالعات اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خلافت کے وسیع علاقوں، جزیرۂ عرب سے لے کر فارس، عراق، شمالی افریقہ اور اندلس تک، خواتین کے حالات اور تجربات ایک دوسرے سے واضح طور پر مختلف تھے۔[i] شہری اور اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین، خصوصاً عباسی بغداد جیسے مراکز میں، ایسے دائرۂ عمل اور اثر و رسوخ کی حامل تھیں جو دیہی، غلام یا نچلے سماجی طبقے کی خواتین کے تجربات سے بالکل مختلف تھے۔[ii] یہ طبقاتی تقسیم ظاہر کرتی ہے کہ صنف کا معاملہ طبقے، نسل اور جغرافیے کے ساتھ مل کر مختلف سماجی مواقع اور پابندیوں کے نمونے تشکیل دیتا تھا۔

یہ آرٹیکل خلافت کے دور میں صنفی کرداروں کا مطالعہ متعدد تجزیاتی زاویوں سے کرتا ہے: قانونی ڈھانچے، معاشی شرکت، تعلیمی مواقع، عوامی اور سیاسی شمولیت، اور علاقائی اختلافات۔ جدید تاریخ نگاری سے اخذ کردہ مباحث کی روشنی میں یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ ابتدائی اسلامی اصولوں میں صنفی حوالے سے ترقی پسند پہلو بھی تھے اور ایسے مضبوط پدر شاہی عناصر بھی موجود تھے جنہوں نے خواتین کی خود مختاری کو محدود کیے رکھا۔ مزید یہ کہ یہ مطالعہ اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ صنفی رویّوں نے سماجی ترقی کے بڑے عمل، جیسے اداروں کی تشکیل، علم کی ترسیل اور ثقافتی پیداوار، پر کس طرح اثر ڈالا۔

اس تحقیق کی اہمیت محض تاریخی تجسس تک محدود نہیں۔ خلافت کے دور میں صنفی کرداروں کی تفہیم آج کے مباحث، مثلاً اسلامی قانون، خواتین کے حقوق اور مسلم معاشروں میں سماجی اصلاحات، کے حوالے سے بنیادی تناظر فراہم کرتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں صنفی طرزِ عمل کی تنوع اور پیچیدگی کا جائزہ لیتے ہوئے یہ مطالعہ اُن بیانیات کو چیلنج کرتا ہے جو صنفی اصولوں کو لازمی اور جامد سمجھتے ہیں، اور یہ واضح کرتا ہے کہ صنفی معیارات دراصل سماجی طور پر تشکیل پانے والے اور حالات کے ساتھ بدلنے والے ہوتے ہیں۔

2. تاریخی پس منظر اور زمانی تقسیم

خلافت کا دور کئی نمایاں مراحل پر مشتمل ہے، جن میں ہر مرحلہ اپنے مخصوص سیاسی ڈھانچوں، علاقائی وسعت اور ثقافتی عوامل کے باعث صنفی تعلقات پر منفرد انداز میں اثر انداز ہوتا ہے۔ معاصر تحقیق اس طویل دور کو ایسے باہم منسلک ادوار میں تقسیم کرتی ہے جو سیاسی تبدیلیوں اور سماجی معیارات کی ارتقائی صورتِ حال دونوں کی عکاسی کرتے ہیں۔[iii]

2.1 ابتدائی خلافتیں: بنیاد اور نظائر (632–750 عیسوی)

تشکیلی دور، جس میں خلافتِ راشدہ اور ابتدائی اموی دور شامل ہیں، ایسے بنیادی اصول متعین کرتا ہے جنہوں نے آنے والی صدیوں تک صنفی تعلقات پر اثر چھوڑا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور اس کے فوراً بعد کے عشروں میں متعدد ممتاز خواتین نے دینی روایت کے انتقال، سیاسی مشاورت اور سماجی قیادت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مثال کے طور پر عائشہ بنت ابی بکر اس دور میں حدیث کی اہم راوی اور اسلامی قانون کی معتبر مفسر کے طور پر سامنے آئیں، اور یوں خواتین کی علمی اتھارٹی کی ایسی نظیر قائم کی جو بعد کی اسلامی تاریخ میں بھی برقرار رہی۔[iv]

اسی ابتدائی عہد میں وہ قانونی اصلاحات بھی مدون ہوئیں جنہوں نے معاصر محققین کے مطابق خواتین کے رسمی حقوق کو دورِ جاہلیت کی عرب معاشرت کے مقابلے میں بہتر بنایا۔[v] قرآن نے خواتین کے لیے صریح وراثتی حقوق متعین کیے، نکاح کے معاہدے کو باہمی رضامندی کا محتاج قرار دیا، اور عورت کو ایک قانونی شخصیت کے طور پر تسلیم کیا جو آزادانہ طور پر جائیداد کی مالک ہو سکتی ہے۔ یہ اصلاحات اُس وقت کے رائج عرب رسم و رواج سے ایک نمایاں انحراف تھیں، اگرچہ ان کا عملی نفاذ مختلف قبائلی اور علاقائی تناظرات میں یکساں نہیں تھا۔

خلافتِ راشدہ کے دور میں خواتین مذہبی اور سیاسی نوعیت کی عوامی گفتگو میں بھی شریک رہی ہیں۔ تاریخی روایات میں ایسے شواہد ملتے ہیں کہ خواتین نے حکمرانی اور دینی تعبیر کے معاملات پر اپنی آراء پیش کیں، جو اس دور میں ان کی ایک حد تک عوامی شمولیت کی نشاندہی کرتا ہے، اگرچہ بعد کے ادوار میں بعض خطوں میں اس پر زیادہ پابندیاں عائد ہو گئیں۔[vi] تاہم اس ابتدائی مرحلے میں بھی صنفی اصول خاندانی ڈھانچے اور سماجی تنظیم کے متعلق اُس وقت کے وسیع تر پدرشاہی مفروضات کی عکاسی کرتے تھے۔

2.2 عباسی دور اور شہری تمدنی مرحلہ (750–1258 عیسوی)

عباسی خلافت، خصوصاً اس کے ابتدائی اور درمیانی ادوار، خواتین کے کردار اور سرگرمیوں کے حوالے سے سب سے زیادہ مستند اور تفصیلی طور پر محفوظ دور شمار ہوتا ہے۔ بغداد جیسے شہروں میں شہری آبادکاری اور ثقافتی زندگی کے ادارہ جاتی فروغ نے علمی، معاشی اور سماجی میدانوں میں خواتین کی شرکت کے نئے مواقع پیدا کیے۔ عباسی معاشرے کا ہمہ جہت تمدنی مزاج، جس میں فارسی، عربی، یونانی اور دیگر ثقافتی روایات کا امتزاج شامل تھا، ایک پیچیدہ اور طبقاتی سماجی ترتیب کا باعث بنا جس میں اعلیٰ طبقے کی خواتین قابلِ ذکر حد تک اختیار اور عملیت رکھتی تھیں۔

اس دور کے دستاویزی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین جائیداد کے انتظام، تجارتی سرگرمیوں اور وقف کے نظام کے ذریعے فلاحی سرپرستی جیسے امور میں مصروف تھیں۔[vii] تراجم و طبقات کی کتب اور تاریخی تواریخ میں متعدد خواتین عالمات، معلمات اور دینی علم کی راویات کا ذکر ملتا ہے، خصوصاً شہری مراکز میں۔ خود عباسی دربار میں بھی خواتین مشاورتی کردار اور گھریلو و سلالتی امور کی نگرانی کے ذریعے سیاسی اثر و رسوخ رکھتی تھیں۔

اگرچہ اسی دور میں فقہی مباحث بھی زیادہ تفصیل کے ساتھ سامنے آئے جن کا مقصد خواتین کی عوامی موجودگی اور نقل و حرکت سے متعلق ضوابط طے کرنا تھا۔ فقہانے صنفی اختلاط، خواتین کے عوامی مقامات تک رسائی اور خواتین کی مباح سرگرمیوں کی حدود جیسے مسائل پر مباحث کیے۔[viii] یہ مباحث شہری زندگی میں خواتین کی عملی شرکت اور اس کے مقابلے میں اُن تصورات کے درمیان کشمکش کی عکاسی کرتے ہیں جو نسوانی پردے یا خلوتِ نسواں کے ایک مثالی تصور کو اسلامی اور قبل از اسلامی روایات دونوں سے اخذ کرتے تھے۔

2.3 علاقائی ریاستیں اور تنوع (دسویں تا تیرہویں صدی)

جب عباسی خلافت بویہیوں، سلجوقیوں اور مختلف ایرانی ریاستوں جیسی علاقائی سلطنتوں میں بٹ گئی تو اسلامی خطوں میں صنفی طرزِ عمل مزید متنوع ہوتا گیا۔ مختلف علاقوں پر کی گئی تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین کی اتھارٹی اور عوامی شرکت کے ایسے مخصوص نمونے موجود تھے جو مقامی سیاسی ڈھانچوں اور ثقافتی معیارات کی تعبیر تھے۔[ix]

مثال کے طور پر بعض ایرانی سیاق و سباق میں اعلیٰ طبقے کی خواتین نے انتظامی ذمہ داریاں اور درباری اثرات ایسے طریقے سے انجام دیے جو عرب علاقوں کے نمونوں سے مختلف تھے۔ بویہی اور سلجوقی ادوار میں خواتین دینی اور تعلیمی اداروں کی سرپرست، بڑے معاشی وسائل کی نگران اور سیاسی نیٹ ورکس کا حصہ کے طور پر سامنے آتی ہیں۔ یہ علاقائی اختلافات اس بات کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں کہ "اسلامی" صنفی اصولوں کی عمومی یا یکسانیت پر مبنی تعبیرات سے گریز کیا جائے اور اس کے بجائے مختلف ادوار اور علاقوں میں موجود عملی تنوع کو تسلیم کیا جائے۔

یہ زمانی تقسیم واضح کرتی ہے کہ خلافت کے دور میں صنفی کردار نہ تو جامد تھے اور نہ ہی یکساں۔ بلکہ وہ سیاسی تبدیلیوں، شہری ارتقا، معاشی تغیر اور ثقافتی تبادلوں کے زیرِ اثر بتدریج تبدیل ہوتے رہے۔ اس تاریخی پیچیدگی کو سمجھنا صنفی ڈھانچوں اور وسیع تر سماجی ارتقا کے درمیان تعلق کے تجزیے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

3. قانونی حیثیت اور حقوق: نظریات اور حقیقت

خلافت کے دور میں تشکیل پانے والے اسلامی قانون (شریعت) نے خواتین کی قانونی حیثیت کا ایک ایسا مخصوص ڈھانچہ مرتب کیا جو بظاہر رسمی حقوق فراہم کرتا تھا، مگر ساتھ ہی سماجی کرداروں کے متعلق صنفی مفروضات پر بھی مبنی تھا۔ اس حصے میں قانونی نظریات اور عملی حقیقت کے درمیان موجود کشمکش کا جائزہ لیا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ خواتین کے رسمی حقوق کس طرح پدر شاہی خاندانی ڈھانچوں اور مذہبی متون کی مختلف تعبیرات کے ذریعے محدود ہوتے رہے۔

3.1 جائیداد کے حقوق اور معاشی خود مختاری

ابتدائی اسلامی قانون کی نمایاں قانونی جدتوں میں سے ایک خواتین کے خود مختار جائیدادی حقوق کا تسلیم کیا جانا تھا۔ اس وقت کے متعدد دیگر قانونی نظاموں کے برعکس، اسلامی قانون نے خواتین کو یہ صلاحیت دی کہ وہ کسی مرد سرپرست کی اجازت کے بغیر جائیداد کی مالک بن سکیں، اس کا انتظام کر سکیں اور اسے اپنی مرضی سے استعمال یا فروخت کر سکیں۔ خواتین وراثت کی حق دار تھیں (اگرچہ عام طور پر مرد رشتے داروں کے مقابلے میں نصف حصہ)، نکاح کے معاہدے میں ملنے والا مہر اُن کی ذاتی ملکیت تصور ہوتا تھا، اور وہ تجارتی معاملات میں حصہ لے سکتی تھیں۔

تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ آزاد اور اعلیٰ طبقے کی خواتین نے ان جائیدادی حقوق کو فعال انداز میں استعمال کیا۔ عباسی دور کے ریکارڈز میں خواتین کے زیرِ ملکیت زرعی زمینوں، شہری جائیدادوں اور تجارتی مراکز کا ذکر موجود ہے۔ خواتین وقف کے نظام میں بھی شریک تھیں، اور ان کے قائم کردہ اوقاف انہیں مسلسل انتظامی اختیارات اور سماجی اثر و رسوخ فراہم کرتے تھے۔ یہ معاشی صلاحیتیں کئی خواتین کے لیے قابلِ ذکر خود مختاری اور سماجی مرتبہ حاصل کرنے کا ذریعہ بنیں۔

تاہم جائیداد کے حقوق کا استعمال طبقے اور سماجی حیثیت کے لحاظ سے غیر مساوی تھا۔ جہاں اعلیٰ طبقے کی خواتین اپنے وسائل کو اثر و رسوخ کے لیے استعمال کر سکتی تھیں، وہیں نچلے طبقے اور غلام خواتین کے پاس ملکیت تک رسائی بہت محدود تھی۔ اس کے علاوہ سماجی دباؤ اور خاندانی حرکیات اکثر خواتین کے نامیاتی جائیدادی اختیارات کو محدود کر دیتے تھے، خاص طور پر ایسی صورتوں میں جہاں مرد رشتہ دار خاندان کے اثاثوں پر غیر رسمی اختیار رکھتے تھے۔[x]

3.2 نکاح، خاندان اور گھریلو قانون

خلافت کے دور میں اسلامی خاندانی قانون نے نکاح میں معاہداتی عناصر شامل کیے جو نظریاتی طور پر خواتین کے مفادات کا تحفظ کرتے تھے۔ نکاح کے معاہدے کے لیے دونوں فریقوں کی رضامندی ضروری تھی (اگرچہ خواتین کی طرف سے رضامندی سرپرستوں کے ذریعے ظاہر ہوتی تھی)، مہر کو دلہن کی خصوصی ملکیت قرار دیا جاتا تھا، اور طلاق و نان نفقہ کے متعلق شرائط بیان کی جاتی تھیں۔[xi] یہ احکامات ازدواجی تعلقات کو منظم کرنے اور خواتین کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کی کوششوں کی نمائندگی کرتے تھے۔

عملی صورتِ حال میں، تاہم، پدرشاہی خاندانی ڈھانچوں نے ازدواجی تعلقات پر گہرا اثر ڈالا۔ مردوں کے پاس یکطرفہ طلاق (طلاق) کا حق برقرار تھا، جبکہ خواتین طلاق حاصل کرنے کے لیے مخصوص بنیادوں یا معاہداتی شرائط کی محتاج تھیں۔ تعددِ ازدواج، اگرچہ مساوی سلوک کی شرط کے ساتھ منظم تھا، پھر بھی مردوں کا خصوصی حق تھا جو ازدواجی تعلقات میں عدم توازن پیدا کرتا تھا۔ نکاح میں مرد سرپرستی (ولایہ) کا ادارہ خاندانی ڈھانچے میں صنفی درجہ بندی کے مفروضات کی عکاسی کرتا تھا۔

خواتین کی بنیادی قانونی ذمہ داریاں گھریلو کرداروں اور بچوں کی پرورش سے وابستہ تھیں۔ فقہی متون میں یہ مفروضہ موجود تھا کہ خواتین گھر کے انتظام کی ذمہ دار ہوں گی جبکہ مرد خاندان کے نان نفقے کے ذمہ دار ہوں گے۔ اس صنفی تقسیمِ کار کو قانونی معیارات نے نہ صرف منعکس کیا بلکہ اسے مضبوط بھی کیا، جو تکمیلی مگر درجہ بند صنفی کرداروں کے تصور پر مبنی تھا۔

3.3 قانونی شہادت اور عوامی حقوق

اسلامی فقہ نے خواتین کی قانونی شہادت سے متعلق ایسے قواعد مرتب کیے جو طویل عرصے تک مباحث کا موضوع رہے۔ مالی اور معاہداتی معاملات میں کلاسیکی فقہی مکاتبِ فکر عام طور پر دو خواتین کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر قرار دیتے تھے، جو قرآن کی بعض آیات اور ان کی فقہی تعبیرات پر مبنی تھا۔[xii] تاہم جن معاملات کا تعلق ذاتی علم یا خصوصی مہارت سے تھا، ان میں خواتین کی شہادت بغیر کسی پابندی کے قبول کی جاتی تھی۔

عدالتی فورمز اور قانونی کاروائیوں تک خواتین کی رسائی دور اور خطے کے لحاظ سے مختلف تھی۔ خواتین قاضیوں کے سامنے مقدمات لا سکتی تھیں اور قانونی تنازعات میں حصہ لے سکتی تھیں، لیکن سماجی معیارات اکثر ان کی براہِ راست عدالتی شرکت کو محدود کر دیتے تھے۔ اعلیٰ طبقے کی خواتین عام طور پر اپنے قانونی حقوق مرد ایجنٹوں کے ذریعے استعمال کرتی تھیں، جبکہ نچلے طبقے کی خواتین کو رسمی قانونی نظام تک رسائی میں زیادہ رکاوٹوں کا سامنا ہوتا تھا۔[xiii]

رسمی قانونی حقوق اور ان کے عملی نفاذ کے درمیان موجود خلا خلافت کے دور میں صنفی تعلقات کی بنیادی کشمکش کی نشاندہی کرتا ہے۔ اسلامی قانون نے ایسی قانونی مراعات اور تحفظات فراہم کیے جو دورِ جاہلیت کی عرب روایات کے مقابلے میں نسبتاً ترقی پسند تھے، لیکن یہ قانونی احکامات ایسے پدرشاہی سماجی ڈھانچوں کے اندر نافذ ہوتے تھے جو خواتین کی خود مختاری کو محدود کرتے تھے۔ اس کشمکش کو سمجھنا اس بات کے تجزیے کے لیے ناگزیر ہے کہ قانونی فریم ورک نے خواتین کی زندگیوں اور سماجی ترقی پر حقیقتاً کیا اثر ڈالا۔

4۔ معاشی شرکت اور جائداد کا انتظام

خلافت کے دور میں خواتین کی معاشی سرگرمیاں قانونی جائداد کے حقوق سے آگے بڑھ کر مختلف النوع پیداواری محنت، تجارتی معاملات اور وسائل کے انتظام تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اس حصے میں خواتین کی معاشی شرکت کی نوعیت اور حدود کا جائزہ لیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرگرمیاں طبقے، خطے اور تاریخی ادوار کے اعتبار سے نمایاں طور پر مختلف تھیں۔

4.1 ممتاز طبقے کی خواتین بطور معاشی کردار

شہری مراکز میں خصوصاً اعلیٰ طبقے کی خواتین نہایت منظم انداز میں معاشی انتظام اور سرپرستی کے کاموں میں شریک تھیں۔ عباسی دور کے تاریخی مصادر میں ایسی خواتین کا ذکر ملتا ہے جو بڑے بڑے جاگیروں کی مالک تھیں، زرعی پیداوار کا انتظام سنبھالتی تھیں، اور تجارتی منصوبوں میں سرمایہ کاری کرتی تھیں۔[xiv] وقف کا نظام خواتین کی معاشی خود مختاری کے لیے خاص طور پر اہم تھا، کیونکہ اس کے ذریعے وہ ایسے خیراتی اوقاف قائم کرتی تھیں جو مستقل آمدنی اور سماجی اثر و رسوخ کا ذریعہ بنتے تھے۔

خواتین کی سرپرستی کے اقدامات نے معاشی اور سماجی دونوں سطحوں پر نمایاں اثرات مرتب کیے۔ ممتاز طبقے کی خواتین نے مساجد، مدارس، شفاخانے اور دیگر رفاہی ادارے تعمیر کروائے، جس سے شہری ترقی اور ادارہ جاتی ڈھانچے کے فروغ میں مدد ملی۔[xv] یہ سرپرستی نہ صرف خواتین کی معاشی قوت کی عکاس تھی بلکہ اس نے ان کے سماجی مرتبے کو بھی بلند کیا اور وابستگی و اثر و نفوذ کے نئے حلقے قائم کیے۔

تراجمِ احوال میں متعدد ایسی خواتین کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے غیر معمولی معاشی کامیابی حاصل کی۔ بعض خواتین لمبے فاصلے کی تجارت میں شریک ہوئیں، خاندانی کاروبار کی دیکھ بھال کی، یا شہری جائدادوں میں سرمایہ کاری کی۔ اگرچہ یہ مثالیں استثنائی نوعیت رکھتی ہیں، تاہم یہ ثابت کرتی ہیں کہ جن خواتین کے پاس وسائل اور سماجی حیثیت موجود تھی، وہ اپنے قانونی جائداد کے حقوق کو حقیقی معاشی قوت میں تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔[xvi]

4.2 خواتین کی محنت اور پیداواری سرگرمیاں

اعلیٰ طبقے کی جائداد داری سے ہٹ کر، مختلف سماجی طبقات سے تعلق رکھنے والی خواتین بھی پیداواری محنت میں مصروف تھیں، اگرچہ نچلے طبقے کی خواتین کے کام سے متعلق دستاویزات نسبتاً کم ہیں۔ زرعی ماحول میں خواتین کھیتی باڑی، بُنائی، کپڑا سازی اور خوراک کی تیاری جیسے کاموں میں حصہ لیتی تھیں۔ شہری خواتین کاشتکاری سے ہٹ کر دایہ، معلمہ، دُودھ پلانے والی (wet nurse) اور مختلف دستکاریوں میں مصروف رہتی تھیں۔

خواتین کی محنت میں شرکت کی سطح معاشی حالات اور سماجی رویّوں کے مطابق تبدیل ہوتی رہی۔ جنگوں یا مردوں کی غیر موجودگی کے دوران بعض خواتین اپنے گھرانوں کو سنبھالنے کے لیے وسیع تر معاشی کردار ادا کرتی تھیں۔ تاہم شہری متوسط اور اعلیٰ طبقے میں نسوانی خانہ داری کے نظریے نے خواتین کے بعض کاموں کی سماجی قبولیت محدود کر دی تھی۔

غلام عورتیں خلافت کے دور میں خواتین کی محنت کا ایک بڑا طبقہ تھیں۔ وہ گھریلو خدمت، زرعی پیداوار، اور بعض اوقات امرا کے گھروں میں بطور باندی خدمات انجام دیتی تھیں۔ ان کی معاشی اور سماجی حیثیت آزاد خواتین سے بنیادی طور پر مختلف تھی، جس میں جنس کے ساتھ قانونی حیثیت اور سماجی مرتبے کی باہمی گتھم گتھی نمایاں تھی۔ اگرچہ بعض غلام عورتیں آزاد ہو کر معاشرتی مرتبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں، مگر مجموعی طور پر غلامی کا نظام خواتین کی خود مختاری اور وقار پر ایک گہری پابندی تھا۔

4.3 معاشی بندشیں اور صنفی جدائی

اگرچہ خواتین کی معاشی شرکت کے شواہد موجود ہیں، تاہم متعدد رکاوٹیں ان کی معاشی خود مختاری میں حائل تھیں۔ صنفی جدائی اور خواتین کی نقل و حرکت سے متعلق سماجی اصولوں نے بازاروں اور تجارت میں ان کی براہ راست شرکت کو محدود کر دیا۔ پردے کا تصور جس کی شدت خطوں اور ادوار کے لحاظ سے مختلف تھی عوامی معاشی سرگرمیوں میں خواتین کی شرکت پر اثر انداز ہوتا رہا۔[xvii]

قانونی اور سماجی ادارے اکثر ایسے تھے جو خواتین کی معاشی سرگرمیوں کو مردانہ سرپرستی سے جوڑ دیتے تھے۔ خواتین اکثر اپنے تجارتی کام مردانہ وکیل یا نمائندوں کے ذریعے انجام دیتی تھیں، جس سے ان کے کاروباری معاملات پر براہِ راست کنٹرول میں کمی واقع ہوتی تھی۔ خاندان کا ڈھانچہ اور مردانہ سرپرستی اگرچہ مکمل رکاوٹ نہ تھی، مگر اس نے خواتین کی خود مختاری کو خاصا محدود رکھا۔[xviii]

معاشرے کی مجموعی ترقی پر صنفی کرداروں کے معاشی اثرات ایک اہم علمی بحث کا موضوع ہیں۔ خواتین کے جائداد کے حقوق اور معاشی شرکت نے گھریلو استحکام، سرمائے کی تشکیل، اور وقف جیسے اداروں کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ تاہم خواتین کی معاشی صلاحیت کے محدود ہونے نے پیداواری صلاحیت اور انسانی سرمائے کے استعمال پر منفی اثرات بھی مرتب کیے۔ اس دوہرے اثر یعنی خواتین کی خدمات اور ان پر عائد رکاوٹوں کو سمجھنا خلافت کے دور میں معاشی ترقی کے ساتھ صنفی ڈھانچوں کے تعلق کو سمجھنے کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

5۔ تعلیم، علمیت، اور فکری خدمات

خلافت کے دور میں خواتین کے لیے تعلیمی مواقع اور اُن کی فکری و علمی خدمات صنفی کرداروں کا ایک بنیادی پہلو ہیں۔ اس حصے میں خواتین کی تعلیم تک رسائی، اُن کے بطور عالمہ و ناقلِ علم کردار، اور وہ مذہبی و سماجی عوامل بیان کیے گئے ہیں جنہوں نے خواتین کی تعلیم کو تشکیل دیا۔

5.1 خواتین کی تعلیم کے مذہبی بنیادیں

اسلامی مذہبی بیانیہ خواتین کی تعلیم کے لیے ایسے اصول فراہم کرتا ہے جنہوں نے پورے دورِ خلافت میں اس حوالے سے رویّوں پر اثر ڈالا۔ یہ اصول کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (خواہ مرد ہو یا عورت)، علما کے نزدیک خواتین کے حقِ تعلیم کے لیے دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا رہا۔[xix] احادیث میں ایسے اقوال محفوظ ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے منسوب ہیں اور جو خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، نیز وہ واقعات بھی موجود ہیں جن میں خواتین نے دینی علم حاصل کیا۔

حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ کی مثال خواتین کی علمی اتھارٹی کے لیے نہایت مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے دو ہزار سے زیادہ احادیث روایت کیں اور فقہی مسائل میں آرا پیش کیں، یہاں تک کہ آپؓ ابتدائی مسلم معاشرے کی سب سے جید فقیہہ و عالمہ شمار ہوتی ہیں۔[xx] اُن کی حیثیت بطور معلمہ اور مجتہدہ اس امر کی گواہ تھی کہ خواتین دینی علم میں بلند ترین مقام تک پہنچ سکتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اہلِ خانہ اور اولین مسلم معاشرے کی دوسری خواتین نے بھی دینی علوم کی روایت اور تشریح میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ ابتدائی نمونہ عورتوں کی علمی روایت کے قیام کا سبب بنا جو بعد کے ادوار میں مختلف سطحوں پر جاری رہا۔ اس ابتدائی زمانے میں بااعتبار خواتین کا وجود آنے والی صدیوں کے لیے خواتین کی تعلیم کے حق میں مضبوط دلیل ثابت ہوا۔[xxi]

5.2 خواتین بطور عالمات اور ناقلاتِ علم

عباسی دور میں خواتین کی علمی سرگرمیوں نے خاص طور پر شہری مراکز جیسے بغداد میں نمایاں پیش رفت کی۔ اس دور اور بعد کے ادوار میں مرتب ہونے والی کتبِ طبقات میں سینکڑوں عالمات، محدّثات، معلمات اور فقیہات کا ذکر محفوظ ہے۔ خواتین علمی حلقوں میں شریک ہوتی تھیں، ممتاز اساتذہ سے اجازت نامے لیتی تھیں، اور خود بھی طلبہ کو اجازات عطا کرتی تھیں۔

خواتین کی علمی خدمات بالخصوص حدیث کے میدان میں نمایاں تھیں۔ فنِ حدیث، جس میں اسناد اور اجازت کی مضبوط روایت قائم تھی، نے خواتین کے لیے علمی مقام حاصل کرنے کے مواقع فراہم کیے۔ خواتین محدّثات کو اُن کے علم، اُن کے سلسلۂ روایت کے قدیم ہونے، اور ان کی روایات کے قابلِ اعتماد ہونے کی بنا پر خاص اہمیت دی جاتی تھی۔

حدیث کے علاوہ خواتین نے قراءت، فقہ اور کلام جیسے علوم میں بھی مہارت حاصل کی۔ بعض خواتین نے گھروں میں یا مساجد میں درس و تدریس کے حلقے قائم کیے اور اپنے پاس آنے والے مرد و خواتین طلبہ کو علم منتقل کیا۔ ایسی مثالیں خلافت کے دور میں خواتین کے علمی بُعد کو محدود یا نظر انداز کرنے والے بیانیوں کو چیلنج کرتی ہیں۔

5.3 ادارہ جاتی رکاوٹیں اور سماجی بندشیں

اگرچہ خواتین کی علمی خدمات کے شواہد موجود ہیں، لیکن متعدد رکاوٹوں نے خواتین کی تعلیمی سرگرمیوں کو محدود رکھا۔ رسمی تعلیمی اداروں تک رسائی مثلاً مدارس جو عباسی و سلجوقی ادوار میں تیزی سے پھیلے بنیادی طور پر مردوں تک محدود تھی۔ اگرچہ بعض خواتین نے نجی تعلیم حاصل کی یا غیر رسمی حلقوں میں شریک ہوئیں، لیکن انہیں وہ ادارہ جاتی سہولتیں میسر نہ تھیں جنہوں نے مردوں کی علمی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔[xxii]

صنفی جدائی سے متعلق سماجی اصول بھی خواتین کی تعلیم کے ماحول اور طریقوں پر اثر انداز ہوئے۔ خواتین عموماً مرد اساتذہ سے پردے کے پیچھے یا کسی حائل چیز کے ذریعے تعلیم حاصل کرتی تھیں، یا خواتین اساتذہ یا مرد رشتہ داروں سے پڑھتی تھیں۔ اگرچہ یہ طریقے کسی حد تک تعلیمی مواقع فراہم کرتے تھے، لیکن وہ صنفی جدائی کے انہی تصورات کو بھی مضبوط کرتے تھے جو خواتین کے علمی معاشروں میں مکمل شمولیت کو محدود رکھتے تھے۔[xxiii]

طبقاتی فرق نے بھی تعلیمی مواقع پر گہرا اثر ڈالا۔ علمی و متمول گھرانوں کی اعلیٰ طبقے کی خواتین کو نجی اساتذہ اور وسیع کتب خانوں تک رسائی حاصل تھی، جس کے نتیجے میں وہ اعلیٰ علمی مقام تک پہنچ سکتی تھیں۔ اس کے برعکس نچلے طبقے کی خواتین کو عمومی طور پر بنیادی دینی تعلیم سے آگے رسمی تعلیم تک رسائی حاصل نہ تھی۔ غلام خواتین کی تعلیمی صورتحال ان کے مالک کی خواہش پر منحصر ہوتی تھی اور نہایت متغیر ہوتی تھی۔

5.4 علم کی روایت اور ثقافتی پیداوار پر اثرات

خواتین کی علمی شرکت نے خلافت کے دور میں علم کی بقا اور ثقافتی پیداوار پر نمایاں اثرات مرتب کیے۔ عالمات اور محدّثات نے مذہبی علوم کو نسل در نسل منتقل کیا اور اسلامی علمی روایت کی بقا میں نمایاں کردار ادا کیا۔ خواتین کی آرا اور تشریحات نے علمی روایت کو وسعت بخشی، اگرچہ بعض ادوار میں ان کی خدمات کو کافی حد تک پسِ منظر میں بھی رکھا گیا۔

خواتین کی علمی روایت نے معاشرے میں خواتین کی ذہنی و فکری صلاحیتوں کے بارے میں رویّوں پر بھی اثر ڈالا۔ ممتاز عالمات کا وجود اس امر کی دلیل تھا کہ علم اور سمجھ بوجھ میں مرد و عورت کے درمیان کوئی فطری تفاوت نہیں ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسی معروف شخصیات اکثر استثنائی نوعیت رکھتی تھیں، جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ عمومی سطح پر خواتین کی تعلیمی رسائی محدود تھی۔

خواتین کی تعلیم اور مجموعی سماجی ترقی کا تعلق پیچیدہ ہے۔ ایک طرف خواتین کی علمی خدمات نے اسلامی تہذیب کی فکری توانائی اور دینی علوم کی بقا میں اہم کردار ادا کیا۔ دوسری طرف محدود اور طبقاتی بنیادوں پر دستیاب تعلیمی مواقع نے انسانی صلاحیتوں کے مکمل استعمال میں رکاوٹیں بھی پیدا کیں۔ یہی دوہری کیفیت خلافت کے دور میں صنفی کرداروں کی بحث کو خاص بناتی ہے۔

6. عوامی زندگی، سیاست، اور حکمرانی

خلافت کے دور میں خواتین کی عوامی زندگی، سیاسی امور اور حکمرانی میں شرکت پیچیدہ اور متنوع نمونوں کی عکاس تھی، جس میں شامل ہونے اور خارج کیے جانے کے مختلف پہلو نمایاں ہیں۔ اس حصے میں یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ خواتین نے عوامی اثر و رسوخ کیسے استعمال کیا، انہیں کون سی نظریاتی اور عملی رکاوٹیں درپیش تھیں، اور خواتین کے سیاسی کردار میں علاقائی تفاوت کیسے موجود تھا۔

6.1 سیاسی اثر و رسوخ اور مشاورتی کردار

تاریخی دستاویزات میں خواتین کے غیر رسمی مشاورتی کردار کے ذریعے سیاسی اثر و رسوخ کے مواقع درج ہیں، خاص طور پر اعلیٰ طبقے میں۔ رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ کی خواتین نے سیاسی اور عسکری امور پر مشورہ دیا، جس سے خواتین کی سیاسی شرکت کے لیے مثال قائم ہوئی۔ [xxiv] خلفاء کے دور میں خواتین بعض اوقات عوامی اجتماعات میں رائے دیتی اور کمیونٹی کے معاملات پر بحث میں شریک ہوتی تھیں۔

عباسی دربار میں اعلیٰ طبقے کی خواتین اپنی حیثیت ماں، بیوی یا بیٹی کے طور پر استعمال کرتے ہوئے سیاسی اثر و رسوخ رکھتی تھیں۔ "ملکہ ماں" یا بااثر شاہی زوجہ کے منصب نے بعض خواتین کو غیر مستقیم طور پر سیاسی طاقت تک رسائی دی۔ [xxv] یہ خواتین مخصوص پالیسیوں کے حق میں رائے دے سکتی تھیں، تقرریوں پر اثر انداز ہو سکتی تھیں، اور سیاسی تنازعات میں ثالثی کر سکتی تھیں۔

کچھ خواتین نے براہِ راست سیاسی اختیار بھی حاصل کیا۔ تاریخی دستاویزات میں خواتین کی ریجنٹس کے طور پر خدمات، انتظامی امور کا سنبھالنا، یا مخصوص علاقوں میں اختیار کے استعمال کی مثالیں موجود ہیں۔ بویہ اور سلجوقی دور میں اعلیٰ طبقے کی خواتین نے وقف کے اداروں کی نگرانی اور ماتحت عوام پر اختیار کے استعمال کے ذریعے سیاسی اور انتظامی کردار ادا کیا۔ یہ مثالیں استثنائی تھیں، لیکن ظاہر کرتی ہیں کہ مخصوص حالات میں خواتین حقیقی سیاسی طاقت کے مقام پر فائز ہو سکتی تھیں۔

6.2 عوامی مذہبی کردار میں خواتین

خواتین کی مذہبی زندگی میں شرکت عوامی شعبوں تک بھی پھیلی ہوئی تھی۔ خواتین محدّثات نے مخلوط جماعتوں میں درس دیا، عوامی مقامات پر دینی علم منتقل کیا، اور بعض اوقات خواتین کی جماعت کے لیے نماز کی قیادت بھی کی۔ بعض خواتین واعظات یا اخلاقی استاد کے طور پر پہچانی گئیں اور عوام کو دینی عمل اور اخلاقیات کے بارے میں خطاب کیا۔ [xxvi]

خواتین اساتذہ اور ناقلین علم کی موجودگی نے مذہبی علم کی بنیاد پر خواتین کے لیے عوامی اختیار پیدا کیا۔ وہ خواتین جو علمی شناخت حاصل کر چکی تھیں، اپنی جماعت میں احترام اور اثر و رسوخ رکھتی تھیں، جو ظاہر کرتا ہے کہ مذہبی مہارت خواتین کی عوامی شرکت کے لیے راستے فراہم کر سکتی ہے۔

تاہم خلافت کے دور میں خواتین کے مناسب عوامی مذہبی کردار کے حوالے سے مباحث بھی شدت اختیار کر گئے۔ فقہی مباحث میں خواتین کی مسجد میں حاضری، جماعتی نماز میں شرکت، اور قابلِ اجازت مذہبی سرگرمیوں کی حدود پر غور کیا گیا۔[xxvii] یہ مباحث خواتین کی عوامی مرئیت اور صنفی کردار کے حوالے سے مذہبی متون کی تعبیر میں موجود کشمکش کی عکاس ہیں۔

6.3 مقامات کی تنظیم اور صنفی جدائی

صنفی لحاظ سے جگہ کی تنظیم خلافت کے دور میں عوامی زندگی کا اہم پہلو تھی۔ فقہی اور سماجی اصول خواتین کی سرگرمیوں کے لیے مناسب مقامات کی وضاحت کرتے، عموماً گھر کو خواتین کا بنیادی دائرہ قرار دیتے اور مارکیٹ، مساجد اور دیگر عوامی مقامات میں ان کی موجودگی کو محدود کرتے تھے۔

صنفی جدائی کا تصور اور عمل خطوں اور سماجی طبقات کے لحاظ سے نمایاں طور پر مختلف تھا۔ بعض شہری مراکز میں اعلیٰ طبقے کی خواتین گھریلو کمپاؤنڈز میں نسبتاً تنہائی میں رہتی تھیں، عوامی مقامات میں کم ہی آتی اور مختلف پردہ یا پردہ پوشی کے طریقے اختیار کرتی تھیں۔ دیگر علاقوں، خاص طور پر دیہی یا نچلے طبقے میں، عملی معاشی ضرورتیں خواتین کی زیادہ باقاعدہ عوامی موجودگی کا تقاضا کرتی تھیں۔

معماری ترقیات، جیسے اعلیٰ رہائشوں میں خواتین کے الگ حصے (حریم) اور مساجد میں خواتین کے لیے مخصوص جگہیں، صنفی لحاظ سے تقسیم شدہ جگہ کے تصورات کو ظاہر اور مضبوط کرتی تھیں۔ یہ مقامی انتظامات خواتین کی سرگرمیوں کو محفوظ جگہ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مخلوط عوامی مقامات تک رسائی کو محدود بھی کرتے تھے۔

6.4 عوامی کردار میں علاقائی تفاوت

خواتین کے عوامی کردار خلافت کے مختلف علاقوں میں نمایاں طور پر مختلف تھے۔ عراق اور عباسی مرکزی علاقوں میں، جہاں دستاویزی شواہد سب سے زیادہ ہیں، خواتین نے شہری علمی اور سماجی زندگی میں قابلِ ذکر مرئی مقام حاصل کیا۔ ایران میں مختلف سلطنتوں کے تحت خواتین نے درباری اثر و رسوخ اور انتظامی شرکت کے منفرد نمونے قائم کیے۔[xxviii]

الاندلس (آئیبیریا) میں خواتین نے ثقافتی اور علمی زندگی میں اس انداز میں حصہ لیا جو اس خطے میں اسلامی، عیسائی اور یہودی روایت کے منفرد امتزاج کی عکاسی کرتا تھا۔ شمالی افریقا میں خواتین کی مذہبی اور سماجی اختیار کے اپنے مخصوص نمونے پیدا ہوئے۔ یہ علاقائی تفاوت خواتین کے کردار کے یکساں یا سادہ بیان سے گریز کرنے کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔

مختلف خطوں میں خواتین کی عوامی شرکت میں فرق ظاہر کرتا ہے کہ صنفی اصول مقامی سیاسی ڈھانچوں، معاشی حالات اور ثقافتی روایات سے نمایاں طور پر متاثر ہوتے تھے۔ اگرچہ اسلامی قانونی اور مذہبی فریم ورک ایک مشترکہ حوالہ فراہم کرتے تھے، ان کی تعبیر اور اطلاق مختلف سیاق و سباق کے عوامل سے مشروط تھا۔

7. سماجی طبقاتی تفاوت

خلافت کے دور میں صنفی کردار کو سماجی تفاوت کے دیگر پہلوؤں سے الگ کرکے نہیں سمجھا جا سکتا، خاص طور پر طبقہ، قانونی حیثیت، نسل، اور جغرافیہ۔ اس حصے میں یہ جائزہ لیا گیا ہے کہ کس طرح صنف نے ان شناختی جہتوں کے ساتھ ملاپ کیا اور مختلف خواتین کے لیے متنوع تجربات اور مواقع پیدا کیے۔

7.1 طبقاتی فرق اور اعلیٰ طبقے کی خواتین کے مراعات

طبقہ خلافت کے دور میں خواتین کے تجربات کی بنیاد تھا۔ امیر یا علمی خاندانوں کی اعلیٰ طبقے کی خواتین تعلیم، جائیداد کے مالک ہونے، اور سماجی اثر و رسوخ تک رسائی رکھتی تھیں جو نچلے طبقے کی خواتین کے لیے ممکن نہیں تھی۔ یہ مراعات یافتہ خواتین نجی اساتذہ رکھ سکتی تھیں، بڑے گھریلو انتظامات سنبھال سکتی تھیں، اور ایسے سرپرستی کے کام انجام دے سکتی تھیں جو ان کے سماجی مقام کو بڑھاتے۔

اعلیٰ طبقے کی خواتین کے اقتصادی وسائل انہیں کچھ صنفی پابندیوں سے ماوراَ خود مختاری اور اختیار کے مواقع فراہم کرتے تھے۔ امیر خواتین سود مند شادی کے معاہدے طے کر سکتی تھیں، بیوہ ہونے کے بعد آزاد گھروں کو برقرار رکھ سکتی تھیں، اور ماتحت افراد اور نوکروں پر اختیار استعمال کر سکتی تھیں۔ مذہبی اور تعلیمی اداروں کی سرپرستی انہیں عوامی شناخت اور اثر و رسوخ فراہم کرتی تھی۔

تاہم، اعلیٰ طبقہ خواتین کو مخصوص اقسام کی نگرانی اور پابندیوں کا بھی سامنا تھا۔ خواتین کی عزت اور خاندان کی شہرت کے نظریات خاص طور پر اعلیٰ طبقے کی خواتین پر زیادہ اثر انداز ہوتے، جن کے رویے پر خاندان کے وقار کی بنیاد پر نظر رکھی جاتی تھی۔ اعلیٰ طبقے کی خواتین اکثر نچلے طبقے کی خواتین کے مقابلے میں تنہائی اور عفت کے زیادہ توقعات کا سامنا کرتی تھیں، جن کی اقتصادی سرگرمیاں عوامی موجودگی کی متقاضی ہوتی تھیں۔

7.2 غلامی، کنیزانہ تعلقات، اور قانونی حیثیت

غلامی کا ادارہ ایسی خواتین کی ایک قسم پیدا کرتا تھا جن کے تجربات آزاد خواتین سے بنیادی طور پر مختلف تھے۔ غلام خواتین (جواری) گھریلو خدمات، زرعی کام، اور اعلیٰ طبقے کے گھروں میں کنیز کے طور پر کام کرتی تھیں۔[xxix] جائیداد کے طور پر ان کی قانونی حیثیت انہیں استحصال اور غیر محفوظ ہونے کے مختلف پہلوؤں کے تابع کرتی تھی، جو آزاد خواتین، چاہے وہ کسی بھی طبقے کی ہوں، کے لیے نہیں تھا۔

کنیزانہ تعلقات کی مشق اعلیٰ طبقے کے مردوں کو غلام خواتین کے ساتھ جنسی تعلقات قائم رکھنے کی اجازت دیتی تھی، جس سے ایسے بچے پیدا ہوتے جنہیں جائز وارث تسلیم کیا جا سکتا تھا۔ بعض غلام کنیز جنہوں نے اپنے مالک کے بچے پیدا کیے، آزادی اور بلند سماجی مقام حاصل کرتی تھیں۔ کچھ نادر مواقع پر سابق غلام خواتین قابلِ ذکر اثر و رسوخ حاصل کر لیتی تھیں، جیسے کہ خلفاء کی ماں کے طور پر یا اپنی ذہانت و صلاحیت کے ذریعے۔

تاہم، یہ نادر مثالیں غلام خواتین کی بنیادی غیر آزادی اور غیر محفوظ حیثیت کو چھپانے نہیں دیں۔ غلام خواتین کی جنسی دستیابی، بیٹیوں کو فروخت کے لیے جدا کرنا، اور سزا یا دوبارہ فروخت کے مستقل خطرے نے گہری غیر محفوظ حالت پیدا کی۔ صنف اور غلامی کی حیثیت کا ملاپ خلافتی معاشرے میں سب سے شدید بے اختیاری کی نمائندگی کرتا تھا۔

7.3 شہری اور دیہی فرق

جغرافیائی مقام خواتین کے کردار اور تجربات پر اہم اثر رکھتا تھا۔ شہری خواتین، خاص طور پر بغداد، دمشق اور قاہرہ جیسے بڑے شہروں میں، ایسے ماحول میں رہتی تھیں جو زیادہ سماجی پیچیدگی، ادارہ جاتی ترقی، اور ثقافتی نفاست سے ممتاز تھا۔ شہری ماحول خواتین کو تعلیمی اداروں، تجارتی مواقع، اور ثقافتی سرگرمیوں تک رسائی فراہم کرتا تھا، حالانکہ یہاں صنفی جدائی اور سماجی ضوابط کے زیادہ مفصل نظام بھی موجود تھے۔

دیہی خواتین عام طور پر مختلف حالات کا سامنا کرتی تھیں۔ زرعی کام اکثر خواتین کی پیداواری سرگرمیوں میں حصہ لینے کا تقاضا کرتا تھا، جس سے سخت تنہائی عملی طور پر ناممکن تھی۔ دیہی خواتین کم پیچیدہ صنفی جدائی کا تجربہ کر سکتی تھیں، لیکن وہ شہروں میں دستیاب تعلیمی اور اقتصادی مواقع سے بھی محروم رہتی تھیں۔[xxx]

باقی ماندہ ذرائع میں شہروں کی اعلیٰ طبقے کی خواتین کی دستاویزات زیادہ ہیں، جس سے تاریخی ریکارڈ میں ان کی نمائندگی دیہی اور نچلے طبقے کی خواتین کے مقابلے میں زیادہ نظر آتی ہے۔ یہ جھکاہوا شواہد کا ذخیرہ خلافت کے دور کی اکثریت خواتین کے تجربات کی مکمل تصویر فراہم کرنے میں مشکل پیدا کرتا ہے، جن میں سے زیادہ تر دیہی علاقوں میں رہتی تھیں اور کم تاریخی آثار چھوڑیں۔

7.4 نسلی اور مذہبی تنوع

خلافت کا کثیر نسلی اور مذہبی متنوع کردار خواتین میں اضافی تفاوت کے پہلو پیدا کرتا تھا۔ عرب، فارسی، ترک، بربر اور دیگر نسلی پس منظر کی خواتین مختلف ثقافتی روایتیں لاتی تھیں، جو صنفی کردار، شادی کے طریقے، اور خواتین کی سرگرمیوں میں فرق پیدا کرتی تھیں۔

اسلامی حکمرانی کے تحت رہنے والی غیر مسلم خواتین (ذمی) منفرد قانونی اور سماجی حالات کا سامنا کرتی تھیں۔ یہودی اور مسیحی خواتین ذاتی حیثیت کے امور میں اپنی مذہبی شریعت کے تابع تھیں، جبکہ اسلامی قانونی اور سماجی ماحول کے ساتھ بھی تعلق رکھتی تھیں۔ مختلف مذہبی جماعتوں کے صنفی اصولوں کے تعامل نے اثر و تفاوت کے پیچیدہ نمونے پیدا کیے۔[xxxi]

اسلام قبول کرنے والی خواتین اور ان کی نسلیں سماجی درجہ بندی میں مختلف مقامات رکھتی تھیں، جو صنفی حرکیات پر اثر ڈالتی تھیں۔ مختلف خطوں میں اسلامیت کے عمل نے اسلامی قانونی اصولوں اور موجودہ ثقافتی روایات کے درمیان مذاکرات شامل کیے، جس سے مقامی سطح پر متنوع امتزاج پیدا ہوا۔

8. سماجی ترقی پر اثرات

خلافت کے دور کے صنفی ڈھانچوں کا سماجی ترقی کے مختلف پہلوؤں پر اہم اثر تھا، جس میں ادارہ جاتی تشکیل، اقتصادی تنظیم، علم کی منتقلی، اور ثقافتی پیداوار شامل ہیں۔ اس حصے میں خواتین کی شرکت کے ذریعے پیدا ہونے والے مثبت اثرات اور صنفی عدم مساوات کے ذریعے سماجی امکانات پر پڑنے والی پابندیوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

8.1 ادارہ جاتی ترقی اور نظام وقف

خواتین کی شرکت وقف (چیریٹی اینڈ اوٴمنٹ) کے نظام میں خلافت کے دور میں ادارہ جاتی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرتی تھی۔ خواتین نے ایسے وقف قائم کیے جو مساجد، مدارس، ہسپتال، کاروان سرا اور دیگر عوامی سہولیات کو مالی معاونت فراہم کرتے تھے۔ یہ ادارے اہم خدمات فراہم کرتے، شہری بنیادی ڈھانچے کی حمایت کرتے، اور علماء، اساتذہ اور خدمات فراہم کرنے والوں کے لیے ملازمتیں پیدا کرتے۔

خواتین کے قائم کردہ وقف خواتین کے اقتصادی اختیار اور سماجی اثر و رسوخ کے لیے مستقل میکانزم بھی فراہم کرتے تھے۔ بطور بانی اور منتظمین، خواتین وسائل اور عملے پر اختیار استعمال کرتیں، جس سے اسلامی معاشروں کے ادارہ جاتی ڈھانچے میں حصہ ملتا تھا۔ وقف کا نظام اس طرح ایک راستہ فراہم کرتا تھا جس کے ذریعے خواتین عوامی زندگی اور سماجی ترقی میں ایسے طریقوں سے حصہ لے سکتی تھیں جو مذہبی طور پر جائز اور سماجی طور پر قابل قبول تھے۔

تاہم، صنفی ڈھانچوں کا مجموعی اثر ادارہ جاتی ترقی پر مخلوط تھا۔ اگرچہ بعض خواتین نے وقف کی سرپرستی کے ذریعے ادارہ سازی میں حصہ لیا، لیکن خواتین کو رسمی سیاسی اور انتظامی کرداروں سے عمومی طور پر خارج کرنا انسانی وسائل کے بہتر استعمال میں رکاوٹ تھی۔ حکومت اور عوامی انتظامیہ میں خواتین کی کم نمائندگی نے معاشرتی اداروں کو بنیادی طور پر مردانہ نقطہ نظر اور مفادات کے تابع بنایا۔

8.2 علم کی منتقلی اور ثقافتی پیداوار

تعلیم اور علمی سرگرمیوں میں خواتین کے کردار نے علم کی نسل در نسل منتقلی میں حصہ ڈالا۔ خواتین احادیث کی علمانے وہ مذہبی متون محفوظ اور منتقل کیے جو اسلامی قانون اور عمل کی بنیاد بنے۔ خواتین کی شرکت علمی حلقوں میں فکری مکالمے کو فروغ دیتی اور علم کی روایت کے تسلسل کو یقینی بناتی تھی۔

خلافت کے دور کی ثقافتی پیداوار میں بھی خواتین کی شرکت اور نقطہ نظر کے اثرات نظر آتے ہیں۔ خواتین شاعرات، موسیقار، اور ادبی شخصیات نے درباروں اور شہروں کی ثقافتی زندگی میں حصہ لیا، خاص طور پر عباسی دور میں۔ اگرچہ خواتین کی ثقافتی خدمات اکثر کم اہمیت کی حامل سمجھی جاتی یا مرد سرپرستوں کا کارنامہ قرار دی جاتی، لیکن یہ اسلامی تہذیب کی فنی اور فکری میراث کو مستحکم کرنے میں مددگار ثابت ہوئیں۔

دریں اثنا، بیشتر خواتین کے محدود تعلیمی مواقع مجموعی علمی اور ثقافتی ترقی پر رکاوٹ تھے۔ تعلیمی مواقع کی توجہ امیر مردوں پر ہونے کی وجہ سے اکثریت آبادی، جس میں زیادہ تر خواتین اور نچلے طبقے کے مرد شامل تھے، کی صلاحیت اور ممکنہ خدمات ترقی پذیر نہ رہیں۔ انسانی وسائل کی اس محدودیت نے جدت اور ثقافتی توانائی کو بھی محدود کیا۔

8.3 اقتصادی نتائج

خواتین کے جائیداد کے حقوق اور اقتصادی شرکت نے اقتصادی تنظیم اور ترقی پر اہم اثرات مرتب کیے۔ خواتین کی آزاد جائیداد کی قانونی شناخت نے خاندانوں میں سرمایہ جمع کرنے میں سہولت فراہم کی اور خواتین کو اقتصادی تحفظ بھی فراہم کیا۔ خواتین کی تجارتی سرگرمیوں، زرعی پیداوار، اور دستکاری صنعتوں میں شرکت نے مجموعی اقتصادی پیداوار میں حصہ ڈالا۔

تاہم، سماجی روایات جو خواتین کی اقتصادی شرکت کو محدود کرتی تھیں، پیداواری صلاحیت پر بھی پابندی تھیں۔ جہاں قابل خواتین صنفی جدائی یا سماجی تعصبات کی وجہ سے اقتصادی سرگرمیوں سے خارج رہیں، وہاں مجموعی اقتصادی کارکردگی اور جدت محدود ہوئی۔ کچھ اقتصادی مواقع کی مردوں میں توجہ ایک قسم کی مارکیٹ کی غیر مؤثریت تھی جس نے وسائل کی بہتر تقسیم کو محدود کیا۔[xxxii]

صنفی ڈھانچوں کے اقتصادی اثرات کو گھریلو ماحول اور بین النسلی منتقلی کے تناظر میں بھی سمجھنا ضروری ہے۔ خواتین کے گھریلو انتظام، بچوں کی پرورش، اور ابتدائی تعلیم میں کردار نے آنے والی نسلوں میں انسانی سرمایہ کی تشکیل پر اثر ڈالا۔ خواتین کی تعلیم کے معیار اور بچوں کو علم و اقدار منتقل کرنے کی صلاحیت کے طویل مدتی اثرات سماجی ترقی پر پڑے۔

8.4 سماجی ہم آہنگی اور استحکام

صنفی ڈھانچے سماجی ہم آہنگی اور استحکام کو پیچیدہ طریقوں سے متاثر کرتے تھے۔ اسلامی قانون کے تحت خواتین کو دی گئی قانونی حفاظت اور حقوق، جائیداد کے حقوق، شادی کے تحفظات، اور جائیداد کے مالک ہونے کے حقوق، سماجی تحفظ کے عناصر فراہم کرتے جو خاندان کی استحکام اور سماجی نظم میں مددگار ہو سکتے تھے۔ اسلامی قانونی مکالمے کے ذریعے ان حقوق کی مذہبی توثیق نے سماجی انتظامات کو بھی جائز اور جماعتی اصولوں کو مضبوط بنایا۔

دریں اثنا، صنفی عدم مساوات اور خواتین کی خود مختاری پر پابندیاں کشیدگی اور ناانصافی پیدا کرتی تھیں جو سماجی ہم آہنگی کو متاثر کرتی تھیں۔ غلام خواتین کی غیر محفوظ حیثیت، بدسلوکی والی شادیوں میں خواتین کے محدود وسائل، اور خواتین کی زندگی اور خدمات کی سماجی کمیابی سماجی دباؤ کے ذرائع تھے۔ یہ کشیدگیاں مختلف مواقع اور ادوار میں مختلف حد تک سماجی استحکام کو متاثر کرتی تھیں۔

9. تقابلی نقطۂ نظر

خلافت کے دور میں صنفی کرداروں کو وسیع تر تقابلی تناظرات میں رکھ کر دیکھنے سے نہ صرف اسلامی معاشروں کی منفرد خصوصیات روشن ہوتی ہیں بلکہ قبل از جدید تہذیبوں میں مشترکہ رجحانات بھی سامنے آتے ہیں۔ اس حصے میں قبل از اسلام عربی معاشرہ، معاصر بازنطینی اور یورپی سیاق و سباق، اور اس دور کی دیگر بڑی تہذیبوں سے تقابل کیا گیا ہے۔

9.1 قبل از اسلام رویوں سے تبدیلی

پیغمبر ﷺ کی حیات اور ابتدائی خلافت کے دوران متعارف کرائی گئی اسلامی قانونی اصلاحات قبل از اسلام عربی رویوں سے نمایاں اختلاف رکھتی تھیں۔ قرآن کی عورت کے قتلِ طفل پر پابندی، خواتین کے وارثتی حقوق کا قیام، اور شادی میں رضامندی کی شرط ایسے اقدامات تھے جو پہلے کے رسوم کے برخلاف خواتین کو قانونی تحفظ فراہم کرتے تھے۔

قبل از اسلام عربی معاشرہ، اگرچہ مختلف قبائلی اور علاقائی سیاق و سباق میں متنوع تھا، عمومی طور پر خواتین کو محدود قانونی حیثیت دیتا تھا۔ خواتین کو اکثر ایسی ملکیت سمجھا جاتا تھا جو وراثت میں مل سکتی تھی، اور شادی یا اقتصادی امور میں ان کی خود مختاری محدود تھی۔ اسلامی قانون کے تحت خواتین کے واضح قانونی حقوق کا قیام ایک اصلاح تھی جسے معاصر علوم عموماً ترقی پسند سمجھتے ہیں۔[xxxiii]

تاہم، تبدیلی کی حد کو بڑھا چڑھا کر نہیں دکھانا چاہیے۔ قبل از اسلام عربی معاشرے کے بہت سے پدرشاہانہ عناصر اسلامی دور میں بھی برقرار رہے، جنہیں نئے مذہبی فریم ورک کے تحت ڈھالا اور دوبارہ تعبیر کیا گیا۔ خاندانوں میں مردانہ اختیار، خواتین کی نقل و حرکت پر پابندیاں، اور خواتین کی عصمت کو خاندانی وقار کے طور پر دیکھنا، قانونی حقوق کے قیام کے باوجود صنفی تعلقات پر اثر انداز ہوتا رہا۔

9.2 بازنطینی اور بحیرہ روم کے سیاق و سباق

اسلامی خلافت میں صنفی اصولوں کا تقابل معاصر بازنطینی معاشرے سے کرنے سے مشابہتیں اور اختلافات دونوں ظاہر ہوتے ہیں۔ بازنطینی معاشرہ، رومی قانونی روایات اور عیسائی مذہبی اصولوں سے متاثر، بھی پدرشاہانہ خاندانی ڈھانچے اور خواتین کی محدود سیاسی شرکت رکھتا تھا۔ تاہم، بازنطینی خواتین خاص طور پر اشرافیہ کے طور پر غیر رسمی اثر و رسوخ استعمال کر سکتی تھیں، اور بازنطینی قانون نے خواتین کو بعض جائیداد کے حقوق فراہم کیے۔

اسلامی اور بازنطینی معاشروں دونوں میں صنفی جدائی اور خواتین کی حیاء پر زور دیا گیا، تاہم مخصوص رویے اور نظریاتی جواز مختلف تھے۔ اشرافیہ خواتین کو الگ جگہ رکھنے کی بازنطینی روایت (gynaecea) اسلامی معاشروں کے مشابہت رکھتی ہے، جو مذہبی سرحدوں سے بالاتر بحیرہ روم کے مشترکہ ثقافتی رجحانات کی عکاسی کرتی ہے۔[xxxiv]

تقابلی شواہد کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی وجہ سے مقدار میں نظامی تقابل کرنا مشکل ہے۔ دونوں معاشروں نے خواتین کے رسمی سیاسی کردار محدود کیے، تاہم مخصوص قانونی حقوق، اقتصادی مواقع، اور سماجی روایات میں فرق تھا جو مختلف مذہبی اور ثقافتی فریم ورک کی عکاسی کرتا ہے۔ معاصر علوم زور دیتا ہے کہ محتاط اور سیاق و سباق کے مطابق تقابلی جائزہ لینا چاہیے تاکہ نسبتی "ترقی پسندیت" کے سادہ فیصلے سے بچا جا سکے۔

9.3 جنوبی اور مشرقی ایشیائی تقابلات

خلافت کا تقابل معاصر جنوبی اور مشرقی ایشیائی معاشروں سے کرنے پر صنفی نظاموں میں اور بھی زیادہ تنوع سامنے آتا ہے۔ اس دور میں بھارت میں ہندو اور بدھ روایات نے مختلف صنفی اصول پیدا کیے، جیسے کچھ ہندو کمیونٹیوں میں ستی (بیوہ خواتین کا خود سوزی) اور بعض بدھ سیاق و سباق میں خواتین کا نسبتی مذہبی اختیار۔ اسلام کی آمد نے اسلامی اور مقامی صنفی اصولوں کے درمیان پیچیدہ تعامل پیدا کیا۔[xxxv]

چین میں تانگ اور سونگ خاندانوں کے دور (تقریباً خلافت کے کچھ حصوں کے ہم عصر) میں بھی منفرد صنفی نظام موجود تھا، جس میں کنفیوشس اصول کے مطابق خواتین کی تابعیت، سونگ دور میں پاؤں باندھنے کی رسم، اور خواتین کے محدود جائیداد کے حقوق شامل تھے۔ اگرچہ اشرافیہ چینی خواتین خاندانی نیٹ ورک کے ذریعے اثر ڈال سکتی تھیں، ان کا رسمی قانونی اور سماجی موقف اسلامی قانون کے تحت خواتین سے نمایاں طور پر مختلف تھا۔[xxxvi]

یہ وسیع تقابلی جائزے قبل از جدید تہذیبوں میں صنفی نظاموں کی تنوع کو اجاگر کرتے ہیں۔ پدرشاہانہ ڈھانچے تقریباً ہر جگہ موجود تھے، لیکن مردانہ غلبے کی مخصوص صورتیں، خواتین کو دی جانے والی حقوق، اور خواتین کے خود مختاری کے مواقع کافی مختلف تھے۔ اسلامی قانون میں خواتین کے جائیداد کے حقوق اور قانونی شخصی حیثیت کی شناخت اس متنوع منظرنامے میں منفرد خصوصیات کی نمائندگی کرتی ہے، جبکہ اسلامی معاشرتیں دیگر معاشروں کے ساتھ مردانہ غلبے کے بنیادی ڈھانچے میں مشترک تھیں۔

9.4 تقابلی تجزیے کی حدود

صنفی نظاموں کا تقابلی تجزیہ اہم طریقہ کار کے چیلنجز سے دوچار ہے۔ تاریخی مصادر کے نابرابر بقا، جس میں شہری اشرافیہ خواتین کی بہت زیادہ نمائندگی موجود ہے، مختلف معاشروں میں عام خواتین کے تجربات کا موازنہ مشکل بناتی ہے۔ قبل از جدید معاشرہ میں خواتین کی زندگی کے بارے میں ہمارے علم کا ایک چھوٹا اور جانبدار نمونہ ہوتا ہے۔

مزید برآں، قانونی کوڈز یا معیاری متون کے جامد تقابل معاشرتی عملی حقیقت کو چھپا سکتے ہیں۔ خواتین کے حقیقی تجربات قانونی اصولوں، اقتصادی حالات، خاندانی ڈھانچے، اور انفرادی اختیار کے تعامل سے شکل اختیار کرتے تھے، جو کسی بھی معاشرہ میں کافی مختلف ہو سکتے تھے۔ "اسلامی" صنفی اصولوں کا "بازنطینی" یا "چینی" اصولوں کے ساتھ تقابل مختلف اور بدلتے ہوئے معاشرتی حقائق کو یکساں کرنے کا خطرہ رکھتا ہے۔

ان حدود کے باوجود، تقابلی نقطہ نظر خلافت کے دور میں صنفی کرداروں کو سیاق و سباق میں رکھنے کے لیے اہم ہیں۔ ایسے تقابل ظاہر کرتے ہیں کہ اسلامی معاشرتیں خواتین کے ساتھ سلوک میں نہ منفرد طور پر مظالم کرنے والی تھیں اور نہ ہی مکمل ترقی پسند، بلکہ قبل از جدید صنفی عدم مساوات کے وسیع تر رجحانات میں شامل تھیں جبکہ منفرد قانونی اور سماجی انتظامات بھی رکھتی تھیں۔ ان تقابلی تناظرات کو سمجھنا خلافت کے دور میں صنفی ڈھانچوں کے سماجی ترقی پر اثرات کے تجزیے کو مزید گہرائی دیتا ہے۔

10. تنقیدی تجزیہ اور نظریاتی نقطۂ نظر

خلافت کے دور میں صنفی کرداروں کو جامع طور پر سمجھنے کے لیے ایسے نظریاتی فریم ورک کی ضرورت ہے جو صنفی عدم مساوات کے ڈائنامکس، نظریہ اور عمل کے تعلق، اور وہ طریقے واضح کرے جن کے ذریعے صنفی ڈھانچے سماجی ترقی کو سہارا بھی دیتے اور محدود بھی کرتے تھے۔

10.1 پدر شاہانہ نظام اور اسلامی قانونی فریم ورک

خلافت کے دور کے صنفی نظام کا تجزیہ پدر شاہانہ (Patriarchy) سماجی نظام کے طور پر کیا جا سکتا ہے، جس میں مرد بنیادی طاقت رکھتے ہیں اور سیاسی قیادت، اخلاقی اختیار، سماجی امتیاز، اور جائیداد پر کنٹرول میں غالب رہتے ہیں۔ اسلامی قانونی فریم ورک، اگرچہ خواتین کو مخصوص حقوق دیتا تھا، متعدد طریقوں سے پدر شاہانہ ڈھانچوں کے اندر کام کرتا اور انہیں مضبوط کرتا تھا۔

خاندان کے اندر مردانہ اختیار قانونی طور پر اداروں جیسے قیامہ (مردانہ سرپرستی اور کفالت کی ذمہ داری) اور ولایت (شادی میں مردانہ سرپرستی) کے ذریعے منظم تھا۔ یہ قانونی تصورات گھروں میں مردانہ سربراہی اور عوامی میدان میں خاندان کے مفادات کی نمائندگی میں مردانہ ذمہ داری فرض کرتے تھے۔ اسلامی قانون مردوں پر ان اختیارات کے مطابق فرائض عائد کرتا تھا، تاہم مجموعی ڈھانچہ ہیرارکل تھا۔

مذہبی متون کی فقہی تشریحات اکثر پدر شاہانہ مفروضات کی عکاسی اور انہیں مضبوط کرتی تھیں۔ خلافت کے دوران اسلامی قانون کی ترقی میں قرآن کی آیات اور حدیث کی تشریح اکثر مرد علماء کرتے تھے، جو پدر شاہانہ سماجی سیاق و سباق میں کام کر رہے تھے۔ یہ تشریحات خواتین کے گھریلو کردار، عوامی حاضری کی حدود، اور شرم و حیاء کے تصورات پر زور دیتی تھیں تاکہ خواتین کی خود مختاری محدود ہو۔

تاہم، فیمینسٹ اسلامی تحقیق نے دکھایا ہے کہ پدر شاہانہ تشریحات ہی اسلامی متون کی ممکنہ واحد تعبیر نہیں تھیں۔ متبادل تشریحات جو صنفی مساوات، خواتین کی خود مختاری، اور کچھ قرآنی احکام کے سیاقی مفہوم پر زور دیتی ہیں، موجودہ علماء نے پیش کی ہیں، جو بتاتی ہیں کہ تاریخی اسلامی قانون کا پدر شاہانہ کردار تشریحی انتخاب کی عکاسی کرتا تھا نہ کہ لازمی متنی معنی۔

10.2 نظریات اور عمل کے درمیان فرق

خلافت کے دور میں صنفی تعلقات کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ قانونی / مذہبی نظریات اور حقیقی سماجی عملی زندگی کے درمیان فرق موجود تھا۔ اسلامی قانون خواتین کے حقوق اور تحفظات بیان کرتا تھا جو سماجی روایات، اقتصادی رکاوٹوں، اور طاقت کے عدم توازن کی وجہ سے ہمیشہ عملی طور پر نافذ نہیں ہوتے تھے۔

یہ فرق متعدد جہتوں میں عمل کرتا تھا۔ بعض صورتوں میں خواتین کے قانونی حقوق (جیسے وراثت یا جائیداد کی ملکیت) سماجی دباؤ، خاندانی ڈھانچوں، یا خواتین کے اپنے حقوق سے ناواقف ہونے کی وجہ سے متاثر ہوتے تھے۔ اشرافیہ خاندان خواتین پر دباؤ ڈال سکتے تھے کہ وہ اپنے وراثتی حقوق مرد رشتہ داروں کو دے دیں، یا شوہر نامی جائیداد پر غیر رسمی طور پر قابو رکھ سکتے تھے۔

اس کے برعکس، خواتین کبھی کبھار ایسے اختیارات اور اثر و رسوخ استعمال کرتی تھیں جو رسمی قانونی ڈھانچوں سے بھی زیادہ تھے۔ اشرافیہ خواتین کا سیاسی اثر، خواتین علماء کی دینی اتھارٹی، اور خواتین کی اقتصادی سرگرمیوں میں شرکت اکثر غیر رسمی نیٹ ورکس، ذاتی تعلقات، اور انفرادی صلاحیت پر منحصر ہوتی تھی، نہ کہ صرف قانونی حقوق پر۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ خواتین کی حقیقی سماجی پوزیشن پیچیدہ عوامل کے تعامل سے شکل اختیار کرتی تھی۔[xxxvii]

یہ فرق سمجھنا ضروری ہے تاکہ اسلامی صنفی اصولوں کی رومانوی یا حد درجہ متعین تعبیر سے بچا جا سکے۔ خواتین کے تجربات نہ صرف قانونی کوڈز سے متعین تھے اور نہ ہی مکمل طور پر آزاد، بلکہ مختلف عوامل کے تعامل سے مخصوص تاریخی سیاق وسباق میں ابھرتے تھے.

10.3 خود مختاری، مزاحمت، اور گفت وشنید

پدرشاہانہ ڈھانچوں میں کام کرنے کے باوجود، خلافت کے دور میں خواتین مختلف شکلوں میں خود مختاری، مزاحمت، اور گفت وشنید کا مظاہرہ کرتی تھیں۔ اشرافیہ خواتین اپنے اقتصادی وسائل، خاندانی تعلقات، اور سماجی حیثیت کو استعمال کرتے ہوئے اپنے مفادات حاصل کرتی تھیں اور نتائج پر اثر ڈالتی تھیں۔ خواتین علماء دینی علم کو اختیار اور احترام حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتی تھیں۔ خواتین شادی کے معاہدے میں بات چیت کرتی تھیں، طلاق کے حقوق حاصل کرتی تھیں، اور جائیداد کا انتظام اس طرح کرتی تھیں کہ موجودہ پابندیوں میں اپنی خود مختاری ظاہر ہو۔

تاریخی ریکارڈ میں خواتین کی پدرشاہانہ رویوں کے خلاف چیلنج کرنے یا مزاحمت کرنے کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ خواتین ظلم کرنے والے شوہروں کے خلاف قانونی مقدمے لاتی تھیں، وراثتی جھگڑوں میں ناانصافی کو چیلنج کرتی تھیں، اور کبھی کبھار صنفی عدم مساوات پر تنقید کرتی تھیں۔ یہ مزاحمتی عمل، اگرچہ اکثر انفرادی اور محدود اثر کے حامل، ظاہر کرتے ہیں کہ خواتین پدرشاہانہ ڈھانچوں کی بے بس شکار نہیں تھیں بلکہ پیچیدہ سماجی میدان میں فعال ایجنٹ تھیں۔

صنفی خود مختاری پر زور دینے والے نظریاتی فریم ورک کو خواتین کو درپیش حقیقی پابندیوں اور ناانصافیوں کے اعتراف کے ساتھ متوازن ہونا چاہیے۔ کچھ خواتین کا اثر ورسوخ حاصل کرنا یا خود مختاری کا مظاہرہ کرنا مجموعی طور پر خواتین کی پوزیشن میں موجود نظاماتی کمی اور کمزوری کو رد نہیں کرتا۔ ایک متوازن تجزیہ خواتین کی خود مختاری اور پدرشاہانہ سماجی تنظیم کی ساختی حدود دونوں کو تسلیم کرتا ہے۔

10.4 تقاطعی شناخت اور متعدد شناختیں

معاصر نظریاتی فریم ورک اس بات پر زور دیتے ہیں کہ صنف دیگر شناختی اور سماجی حیثیت کے ابعاد (طبقہ، نسل، قانونی حیثیت، مذہب) کے ساتھ تقاطع کرتی ہے، جس سے مختلف تجربات اور استحصال یا مراعات کے طریقے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ فریم ورک خلافت کے دور میں صنف کو سمجھنے کے لیے نہایت متعلقہ ہے۔

اشرافیہ آزاد خواتین، کم طبقے کی آزاد خواتین، اور غلام خواتین صنف کو بنیادی طور پر مختلف انداز میں محسوس کرتی تھیں۔ ایک اشرافیہ خاتون کے پدرشاہانہ پابندیوں کے تجربے کو اس کے اقتصادی وسائل، تعلیم، اور سماجی تعلقات کے ذریعے درمیانی بنایا جاتا تھا، جو غلام خاتون کے تجربے سے بنیادی طور پر مختلف تھا جس میں صنف اور عدم آزادی دونوں شامل تھے۔ اسی طرح، مختلف نسلی یا مذہبی کمیونٹیز کی خواتین صنف کے مختلف تقاطعات کو ثقافتی اور مذہبی شناخت کے ساتھ نیویگیٹ کرتی تھیں۔[xxxviii]

تقاطعی تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ خلافت کے دور میں "خواتین" ایک یکساں زمرہ نہیں بناتی تھیں۔ "خواتین کی حیثیت" یا "خواتین کے کردار" کے عمومی بیانات کو اس بات سے مشروط ہونا چاہیے کہ کون سی خواتین، کس سیاق میں، اور کس حالات میں ہیں۔ یہ نظریاتی نقطہ نظر زیادہ درست اور سیاقی تاریخی تجزیے کو فروغ دیتا ہے۔

10.5 صنف اور ترقیاتی نظریہ

خلافت کے دور میں صنفی ڈھانچوں اور سماجی ترقی کے تعلق کا تجزیہ ترقیاتی نظریے سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ معاصر ترقیاتی تحقیق اس بات پر زور دیتی ہے کہ صنفی مساوات نہ صرف انصاف کا معاملہ ہے بلکہ اقتصادی ترقی، سماجی استحکام، اور انسانی ترقی میں بھی کردار ادا کرتی ہے۔

اس نقطہ نظر سے خلافت کے دور کے صنفی ڈھانچے ملا جلا منظر پیش کرتے ہیں۔ خواتین کے جائیداد کے حقوق کی قانونی شناخت، بعض خواتین کے لیے تعلیمی مواقع، اور خواتین کی اقتصادی اور علمی زندگی میں شرکت ایسے مثبت عوامل تھے جنہوں نے سماجی ترقی میں حصہ ڈالا۔ یہ عناصر خواتین کو گھریلو فلاح و بہبود، علم کی ترسیل، اور ادارہ جاتی ترقی میں حصہ لینے کے قابل بناتے تھے۔

تاہم، صنفی عدم مساوات کا مجموعی ڈھانچہ، مثلاً خواتین کو رسمی سیاسی طاقت سے خارج کرنا، زیادہ تر خواتین کے لیے محدود تعلیمی رسائی، اور خواتین کی شراکت کی کمی کی سماجی قدر، ترقی کی صلاحیت پر رکاوٹ تھی۔ خواتین کی صلاحیتوں اور قابلیت کا کم استعمال، صنفی جدائی کے نفاذ میں استعمال ہونے والے وسائل، اور صنفی بنیاد پر ناانصافی کے سماجی اخراجات نے مجموعی سماجی خوشحالی کو محدود کیا۔

یہ نظریاتی نقطہ نظر ظاہر کرتا ہے کہ اگرچہ خلافت کے دور میں مختلف شعبوں میں نمایاں کامیابیاں دیکھنے کو ملیں، صنفی عدم مساوات نے ان مواقع کو محدود کر دیا جو زیادہ مساوی انتظامات کے ساتھ حاصل کیے جا سکتے تھے۔ صنفی ڈھانچوں اور ترقی کے نتائج کے تعلق کو سمجھنا نہ صرف تاریخی تجزیے بلکہ معاصر مباحث میں بھی اہم بصیرت فراہم کرتا ہے۔

11. نتائج

اس مطالعے میں خلافت کے دور کے صنفی کرداروں کے کثیر الجہتی پہلو اور ان کے معاشرتی ترقی پر اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تجزیہ ایک پیچیدہ تاریخی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے جو سادہ نوعیت کی تشریحات سے بالاتر ہے اور محتاط، سیاقی فہم کی ضرورت رکھتی ہے۔

11.1 اہم نتائج

اس تحقیق سے کئی اہم نتائج سامنے آتے ہیں:

قانونی حقوق اور سماجی حقیقتیں: خلافت کے دور میں اسلامی قانون نے خواتین کے لیے مخصوص حقوق واضح کیے، جن میں جائیداد کی ملکیت، وراثت، اور شادی میں معاہداتی تحفظ شامل تھے۔ یہ قانونی اصول قبل از اسلام عربی رواج کے مقابلے میں ترقی پسند عناصر کی نمائندگی کرتے تھے اور خواتین کو رسمی تحفظ فراہم کرتے تھے۔ تاہم، ان حقوق کا نفاذ سماجی سیاق کے لحاظ سے مختلف تھا، اور قانونی نظریات اور عملی زندگی کے درمیان اہم خلا موجود تھے۔

تنوع اور طبقاتی تفاوت: خلافت کے دور میں خواتین کے تجربات صنف کے ساتھ طبقہ، قانونی حیثیت، نسلی پس منظر، اور جغرافیہ کے تقاطعات سے شدید متاثر تھے۔ اشرافیہ شہری خواتین، خاص طور پر عباسی عراق میں، جائیداد کے انتظام، علمی سرگرمی، اور سرپرستی کے ذریعے مختلف قسم کی خود مختاری کا مظاہرہ کرتی تھیں، جو دیہی، نچلے طبقے یا غلام خواتین کے تجربات سے نمایاں فرق رکھتی تھی۔ یہ تنوع "خواتین کی حیثیت" کے یکساں تصور کو چیلنج کرتا ہے۔

تعلیمی اور علمی خدمات: خلافت کے دور میں خواتین نے علم و تحقیق اور معلومات کی ترسیل میں حصہ لیا، خواتینِ حدیث کی علماء، اساتذہ، اور دینی اتھارٹیز نے اسلامی علمی زندگی میں حصہ ڈالا۔ اگرچہ خواتین کی علمی خدمات محدود اور مخصوص طبقے تک محدود تھیں، یہ خواتین کی علمی صلاحیتوں کو ظاہر کرتی ہیں اور ثقافتی پیداوار کو مالا مال کرتی ہیں۔ تاہم، تعلیمی مواقع اشرافیہ خواتین تک محدود تھے، جو انسانی صلاحیتوں کے غیر مؤثر استعمال کی نمائندگی کرتا ہے۔

اقتصادی شراکت: خواتین نے مختلف اقتصادی سرگرمیوں میں حصہ لیا، اشرافیہ کی جائیداد کے انتظام اور وقف کی سرپرستی سے لے کر زراعت اور دستکاری میں پیداواری محنت تک۔ خواتین کے جائیداد کے حقوق نے کچھ کو اقتصادی خود مختاری دی، جبکہ صنفی جدائی اور خواتین کی نقل و حرکت کے حوالے سے سماجی روایات نے دیگر طریقوں سے خواتین کی اقتصادی شرکت محدود کی۔ صنفی ڈھانچوں کا اقتصادی اثر ملا جلا تھا، خواتین کی شراکت ترقی میں معاون تھی، جبکہ صنفی عدم مساوات مجموعی پیداواری صلاحیت کو محدود کرتی تھی۔

عوامی کردار اور سیاسی اثر: خواتین نے مختلف طریقوں سے عوامی اثر و رسوخ استعمال کیا، جن میں غیر رسمی سیاسی مشاورتی کردار، دینی تعلیم اور سرپرستی شامل ہیں۔ تاہم، خواتین کو رسمی سیاسی طاقت اور حکومتی عہدوں سے زیادہ تر خارج رکھا گیا۔ علاقائی تفاوت اہم تھی، کچھ ادوار اور علاقوں میں خواتین کی عوامی شرکت زیادہ تھی۔

معاشرتی ترقی پر اثر: خلافت کے دور کے صنفی ڈھانچوں نے معاشرتی ترقی پر پیچیدہ اثرات مرتب کیے۔ خواتین کی علمی، اقتصادی، اور ادارہ جاتی سرپرستی کے ذریعے شراکت نے اسلامی تہذیب کو مالا مال کیا اور مختلف قسم کی ترقی کی حمایت کی۔ تاہم، صنفی عدم مساوات نے خواتین کی صلاحیتوں کے کم استعمال، سیاسی اور انتظامی عہدوں سے ان کی خارجگی، اور پدرشاہانہ ڈھانچوں کے سماجی اخراجات کے ذریعے معاشرتی امکانات کو محدود کیا۔

11.2 نظریاتی مضمرات

اس تجزیے کے کئی نظریاتی مضمرات ہیں:

پہلا، یہ قانونی / معیاری فریم ورک اور حقیقی سماجی عمل کے درمیان فرق کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلامی قانونی نظریات اور حقیقی زندگی کے درمیان فرق بتاتا ہے کہ صنفی تعلقات قانونی کوڈز، اقتصادی حالات، سماجی روایات، اور انفرادی خود مختاری کے پیچیدہ تعامل سے متاثر ہوتے تھے۔

دوسرا، یہ مطالعہ تقاطعی تجزیے کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے جو صنف کے دیگر شناختی اور سماجی پہلوؤں کے ساتھ تقاطع کو تسلیم کرتا ہے۔ اشرافیہ اور نچلے طبقے کی خواتین، آزاد اور غلام خواتین، اور مختلف علاقوں و ادوار کے درمیان شدید فرق کا تجزیہ ایسے فریم ورک کے بغیر ممکن نہیں۔

تیسرا، تحقیق موازنہ اور ترقیاتی نقطۂ نظر کی قدر کو اجاگر کرتی ہے۔ خلافت کے دور کو وسیع تر موازناتی سیاق میں رکھنا اسلامی صنفی نظام کی منفرد خصوصیات اور قبل از جدید تہذیبوں میں مشترکہ نمونوں کو واضح کرتا ہے۔ صنفی ڈھانچوں اور معاشرتی ترقی کے تعلق کا تجزیہ یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ صنفی مساوات (یا عدم مساوات) سماجی خوشحالی کے مختلف پہلوؤں پر کس طرح اثر ڈالتی ہے۔

11.3 تاریخی تحریری حصہ داری

یہ مطالعہ اسلامی تاریخ میں خواتین اور صنف کے متعلق جاری تاریخی مباحث میں حصہ ڈالتا ہے۔ یہ نہ تو ایسے دفاعی بیانیے کو قبول کرتا جو خواتین کی حیثیت کو اسلامی قانون کے تحت رومانوی انداز میں پیش کرتا ہے، اور نہ ہی اورینٹلسٹ بیانیے کو جو اسلامی معاشروں کو خواتین کے لیے منفرد طور پر مظلوم تصور کرتا ہے۔ حقیقت زیادہ پیچیدہ تھی: اسلامی قانونی فریم ورک خواتین کو مخصوص حقوق فراہم کرتا تھا جبکہ پدرشاہانہ ڈھانچوں کے اندر کام کرتا تھا جس نے خواتین کی خود مختاری کو محدود کیا۔

تحقیق علاقائی اور زمانی تخصیص کی اہمیت پر بھی زور دیتی ہے۔ خلافت کے وسیع علاقوں اور طویل زمانی سلسلے میں صنفی روایات اور عملی طریقے نمایاں طور پر مختلف تھے۔ "اسلامی" صنفی کرداروں کے عمومی دعوے اس بات کے لحاظ سے محدود کیے جانے چاہئیں کہ کون سا دور، کون سا علاقہ، اور کون سا سماجی سیاق زیر غور ہے۔

مزید یہ کہ، یہ مطالعہ صنفی تاریخ کے کم زیر مطالعہ پہلوؤں، خاص طور پر غیر اشرافیہ خواتین کے تجربات، عباسی مرکز کے باہر علاقائی تفاوت، اور خواتین کی اپنی آواز اور نقطۂ نظر کی تحقیق کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔ تاریخی مواد میں اشرافیہ شہری خواتین کی ترجیحی دستاویزیت کے سبب خواتین کے بیشتر تاریخی تجربات اب بھی مبہم ہیں۔

11.4 معاصر اہمیت

خلافت کے دور میں صنفی کرداروں کی سمجھ بوجھ کی معاصر اہمیت نمایاں ہے۔ موجودہ مباحث میں خواتین کے حقوق، اسلامی قانون، اور مسلم اکثریتی معاشروں میں صنفی مساوات کے مسائل اکثر تاریخی حوالوں اور تعبیرات پر انحصار کرتے ہیں۔ درست تاریخی فہم ان مباحث میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے اور اسلامی تاریخ میں صنفی عملی طریقوں کی تنوع اور پیچیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔

تاریخی ریکارڈ ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی معاشروں میں صنفی روایات یکساں یا غیر متغیر نہیں تھیں، بلکہ مختلف سماجی، اقتصادی، اور سیاسی عوامل کے ردعمل میں ارتقاپذیر تھیں۔ اس تاریخی تنوع اور تبدیلی کی پہچان "اسلامی" صنفی اصولوں کے لازمی یا غیر متغیر ہونے کے دعووں کو چیلنج کرتی ہے اور معاصر تعبیر اور اصلاح کے لیے گنجائش پیدا کرتی ہے۔

یہ مطالعہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ اسلامی تاریخ میں خواتین محض پدرشاہانہ ڈھانچوں کی بے بس مخلوق نہیں تھیں، بلکہ فعال ایجنٹ تھیں جنہوں نے علمی، اقتصادی، اور سماجی زندگی میں حصہ ڈالا۔ ان شراکتوں کو اجاگر کرنا معاصر مسلم خواتین کے لیے تاریخی ماڈلز اور اجتماعی شراکت کے لیے پیش قدمی کے نمونے فراہم کر سکتا ہے۔

حواشی و تعلیقات

[i] Al Rudainy, Reem Saud. The Role of Women in the Būyid and Saljūq Periods of the Abbasid Caliphate (339-447/9501055&447-547/1055-1152): The Case of Iraq. University of Exeter (United Kingdom), 2014.

[ii] أ. د. علي عبد مشالي. "أثر النساء العراقيات في الحياة الاجتماعية خلال العصر العباسي (دراسة انتقائية)(132هـ-656هـ)." مجلة الفارابي للعلوم الانسانية 3, no. 1 (2024).

[iii] Rahman, Dr. Abdul and Dr. Khubaib ur Rehman. "عہد نبوی ﷺ و خلافت راشدہ میں خواتین کے حقوق اور مسلم خواتین کے کردار کا خصوصی مطالعہ." Qualitative Research Journal for Social Studies (2024): n. pag
Sultan, Yasser. "Space and Gender in Islamic Law: The Early Discourses." Journal of Islamic and Muslim Studies 9, no. 2 (2024): 1-25.

[iv] أ. د. علي عبد مشالي. "أثر النساء العراقيات في الحياة الاجتماعية خلال العصر العباسي (دراسة انتقائية)(132هـ-656هـ)." مجلة الفارابي للعلوم الانسانية 3, no. 1 (2024).

[v] Ayat Elahi, H. R. (2025). Women's Rights in Islam: A Comprehensive Analysis of Quranic and Sunnah Teachings. International Journal For Multidisciplinary Research, 7(2). https://doi.org/10.36948/ijfmr.2025.v07i02.38850

[vi] Rahman, A., & Rehman, K. (2024). عہد نبوی ﷺ و خلافت راشدہ میں خواتین کے حقوق اور مسلم خواتین کے کردار کا خصوصی مطالعہ [Special study of women's rights and Muslim women's roles in the Prophetic era and Rashidun Caliphate]. Quranic Research Journal, 45. https://doi.org/10.63878/qrjs45

[vii] Nashat, Guity, and Lois Beck, eds. Women in Iran from the Rise of Islam to 1800. University of Illinois Press, 2003.

[viii] Vogt, K. (1993). Études relatives aux femmes et à leur rôle dans les cultures musulmanes du VIIe au XVe siècles [Studies on women and their role in Muslim cultures from the 7th to 15th centuries]. In Women in Islamic Societies (pp. 13-58). Springer. https://doi.org/10.1007/978-94-011-1664-0_2

[ix] Sultan, Yasser. "Space and Gender in Islamic Law: The Early Discourses." Journal of Islamic and Muslim Studies 9, no. 2 (2024): 1-25.

[x] Nashat, Guity, and Lois Beck, eds. Women in Iran from the Rise of Islam to 1800. University of Illinois Press, 2003.

[xi] Anjum, M. I. (n.d.). Islamic Paradigm of Women's Socio-Economic Empowerment: Ideals and Realities. In Economic Empowerment of Women in the Islamic World (pp. 245-270). World Scientific. https://doi.org/10.1142/9789811212154_0011

[xii] Ayat Elahi, H. R. (2025). Women's Rights in Islam: A Comprehensive Analysis of Quranic and Sunnah Teachings. International Journal For Multidisciplinary Research, 7(2). https://doi.org/10.36948/ijfmr.2025.v07i02.38850

[xiii] Nashat, Guity, and Lois Beck, eds. Women in Iran from the Rise of Islam to 1800. University of Illinois Press, 2003.

[xiv] أ. د. علي عبد مشالي. "أثر النساء العراقيات في الحياة الاجتماعية خلال العصر العباسي (دراسة انتقائية)(132هـ-656هـ)." مجلة الفارابي للعلوم الانسانية 3, no. 1 (2024).

[xv] Nashat, Guity, and Lois Beck, eds. Women in Iran from the Rise of Islam to 1800. University of Illinois Press, 2003.

[xvi] Amin, Abdul Salam J. Mohammed. "المرأة وإسهاماتها في الدولة العربية الإسلامية (306-321هـ/918-933م)." Journal of Tikrit University for Humanities 28, no. 2 (2021): 226-239.

[xvii] Vogt, K. (1993). Études relatives aux femmes et à leur rôle dans les cultures musulmanes du VIIe au XVe siècles [Studies on women and their role in Muslim cultures from the 7th to 15th centuries]. In Women in Islamic Societies (pp. 13-58). Springer. https://doi.org/10.1007/978-94-011-1664-0_2

[xviii] Nashat, Guity, and Lois Beck, eds. Women in Iran from the Rise of Islam to 1800. University of Illinois Press, 2003.

[xix] Khan, F., Gul, S., & Naz, S. (2020). Islam and women's rights of education: Mandatory or forbidden. Pakistan Journal of Historical Studies, 3(1), 37-54. https://doi.org/10.37605/PJHSSR.3.1.3

[xx] Al Rudainy, Reem Saud. The Role of Women in the Būyid and Saljūq Periods of the Abbasid Caliphate (339-447/9501055&447-547/1055-1152): The Case of Iraq. University of Exeter (United Kingdom), 2014.

[xxi] Rahman, A., & Rehman, K. (2024). عہد نبوی ﷺ و خلافت راشدہ میں خواتین کے حقوق اور مسلم خواتین کے کردار کا خصوصی مطالعہ [Special study of women's rights and Muslim women's roles in the Prophetic era and Rashidun Caliphate]. Quranic Research Journal, 45. https://doi.org/10.63878/qrjs45

[xxii] Amin, Abdul Salam J. Mohammed. "المرأة وإسهاماتها في الدولة العربية الإسلامية (306-321هـ/918-933م)." Journal of Tikrit University for Humanities 28, no. 2 (2021): 226-239.

[xxiii] Vogt, K. (1993). Études relatives aux femmes et à leur rôle dans les cultures musulmanes du VIIe au XVe siècles [Studies on women and their role in Muslim cultures from the 7th to 15th centuries]. In Women in Islamic Societies (pp. 13-58). Springer. https://doi.org/10.1007/978-94-011-1664-0_2

[xxiv] Rahman, A., & Rehman, K. (2024). عہد نبوی ﷺ و خلافت راشدہ میں خواتین کے حقوق اور مسلم خواتین کے کردار کا خصوصی مطالعہ [Special study of women's rights and Muslim women's roles in the Prophetic era and Rashidun Caliphate]. Quranic Research Journal, 45. https://doi.org/10.63878/qrjs45

[xxv] أ. د. علي عبد مشالي. "أثر النساء العراقيات في الحياة الاجتماعية خلال العصر العباسي (دراسة انتقائية)(132هـ-656هـ)." مجلة الفارابي للعلوم الانسانية 3, no. 1 (2024).

[xxvi] أ. د. علي عبد مشالي. "أثر النساء العراقيات في الحياة الاجتماعية خلال العصر العباسي (دراسة انتقائية)(132هـ-656هـ)." مجلة الفارابي للعلوم الانسانية 3, no. 1 (2024).

[xxvii] Vogt, K. (1993). Études relatives aux femmes et à leur rôle dans les cultures musulmanes du VIIe au XVe siècles [Studies on women and their role in Muslim cultures from the 7th to 15th centuries]. In Women in Islamic Societies (pp. 13-58). Springer. https://doi.org/10.1007/978-94-011-1664-0_2

[xxviii] Sultan, Yasser. "Space and Gender in Islamic Law: The Early Discourses." Journal of Islamic and Muslim Studies 9, no. 2 (2024): 1-25.

[xxix] أ. د. علي عبد مشالي. "أثر النساء العراقيات في الحياة الاجتماعية خلال العصر العباسي (دراسة انتقائية)(132هـ-656هـ)." مجلة الفارابي للعلوم الانسانية 3, no. 1 (2024).

[xxx] Nashat, Guity, and Lois Beck, eds. Women in Iran from the Rise of Islam to 1800. University of Illinois Press, 2003.

[xxxi] Ayat Elahi, H. R. (2025). Women's Rights in Islam: A Comprehensive Analysis of Quranic and Sunnah Teachings. International Journal For Multidisciplinary Research, 7(2). https://doi.org/10.36948/ijfmr.2025.v07i02.38850

[xxxii] Anjum, M. I. (n.d.). Islamic Paradigm of Women's Socio-Economic Empowerment: Ideals and Realities. In Economic Empowerment of Women in the Islamic World (pp. 245-270). World Scientific. https://doi.org/10.1142/9789811212154_0011

[xxxiii] Ayat Elahi, H. R. (2025). Women's Rights in Islam: A Comprehensive Analysis of Quranic and Sunnah Teachings. International Journal For Multidisciplinary Research, 7(2). https://doi.org/10.36948/ijfmr.2025.v07i02.38850

[xxxiv] Nashat, Guity, and Lois Beck, eds. Women in Iran from the Rise of Islam to 1800. University of Illinois Press, 2003.

[xxxv] Ayat Elahi, H. R. (2025). Women's Rights in Islam: A Comprehensive Analysis of Quranic and Sunnah Teachings. International Journal For Multidisciplinary Research, 7(2). https://doi.org/10.36948/ijfmr.2025.v07i02.38850

[xxxvi] Amin, Abdul Salam J. Mohammed. "المرأة وإسهاماتها في الدولة العربية الإسلامية (306-321هـ/918-933م)." Journal of Tikrit University for Humanities 28, no. 2 (2021): 226-239.

[xxxvii] Sultan, Yasser. "Space and Gender in Islamic Law: The Early Discourses." Journal of Islamic and Muslim Studies 9, no. 2 (2024): 1-25.

[xxxviii] Ayat Elahi, H. R. (2025). Women's Rights in Islam: A Comprehensive Analysis of Quranic and Sunnah Teachings. International Journal For Multidisciplinary Research, 7(2). https://doi.org/10.36948/ijfmr.2025.v07i02.38850